جہانگیری

المصنف

عبد الرزاق

3

الامام عبد الرزاق بن همام الصنعانی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

اللہ رسول محمد

جہانگیری

المصنف

نمبر 3

عبد الرزاق

الامام عبد الرزاق بن همام الصنعانی

ترجمہ

ابو العلاء محمد الدین جہانگیر
ادام اللہ تعالی معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شبیر برادرز ®
زبیدہ سنٹر، ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

هو القادر

المصنف

عبد الرزاق

تصنیف ______ الامام عبد الرزاق بن همام الصنعانی

مترجم ______ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

کمپوزنگ ______ ورڈز میکر

باہتمام ______ ملک شبیر حسین

سن اشاعت ______ فروری 2016ء

سرورق ______ اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور

طباعت ______ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ______ روپے

شبیر برادرز®
زبیدہ سنٹر، ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
shabbirborther786@gmail.com

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

کے لیے بہت چھوٹی تھی' جب آپ اُس چادر کو اپنے کندھے پر رکھتے تھے تو چادر کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے آپ کی شرمگاہ ظاہر ہو جاتی تھی' تو یہ پکار کر کہا گیا: اے محمد! اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ کر رکھو! اُس کے بعد کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کو برہنہ نہیں دیکھا گیا۔

خانۂ کعبہ کی اس تعمیر نو اور نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کے وحی نازل کرنے کے درمیان پانچ سال کا فرق ہے' جبکہ نبی اکرم ﷺ کے مکہ سے نکلنے (یعنی ہجرت کرنے) اور خانۂ کعبہ کی تعمیر کے درمیان پندرہ سال کا فرق ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) جب حصین بن نمیر کا (یزیدی) لشکر آیا اور اُس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں خانۂ کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچایا' تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اگر تمہاری قوم زمانۂ کفر کے قریب نہ ہوتی تو میں خانۂ کعبہ کو منہدم کروا دیتا' کیونکہ اُن لوگوں نے حطیم کا سات بالشت کا حصہ چھوڑ دیا تھا' اُن لوگوں کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا اور لکڑی کم ہو گئی تھی''۔

ابن ابوملیکہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: اُنہوں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں خانۂ کعبہ کے دو دروازے بناتا' ایک مشرقی دروازہ ہوتا اور ایک مغربی دروازہ ہوتا' لوگ ایک دروازے سے داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکلتے''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کیا تھا' قریش نے خانۂ کعبہ کے لیے سیڑھی لگوائی تھی' آدمی اُس پر چڑھ کر خانۂ کعبہ کے اندر آتا تھا' لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اُسے زمین کے ساتھ ملا دیا تھا۔

ابن سابط بیان کرتے ہیں: زید نے اُنہیں بتایا کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی تعمیر نو کی تو اُنہوں نے اس کی بنیادوں سے مٹی ہٹائی تو وہاں اونٹنی جتنے بڑے بڑے پتھر لگے ہوئے تھے' جو ایک دوسرے میں پیوست تھے' جب ایک طرف سے حرکت دی جاتی' تو دوسری طرف بھی حرکت پیدا ہو جاتی تھی۔

ابن سابط بیان کرتے ہیں: زید نے ایک رات میں' جو چاندنی رات تھی اُس میں عشاء کی نماز کے بعد اُن پتھروں کو دیکھا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں دیکھا کہ وہ اونٹنی کی طرح بڑے تھے اور ایک دوسرے کے اندر پیوست ہوئے تھے۔

9107 - حدیث نبوی: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَيُّوبَ، وَكَثِيرِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِي وَدَاعَةَ، يَزِيدُ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَلُونِي يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، فَاِنِّي اَوْشَكْتُ اَنْ اَذْهَبَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِكُمْ، فَاَكْثَرَ النَّاسُ مَسْاَلَتَهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: اَصْلَحَكَ اللّٰهُ، اَرَاَيْتَ الْمَقَامَ هُوَ كَمَا كُنَّا نَتَحَدَّثُ؟ قَالَ: مَاذَا كُنْتَ تَتَحَدَّثُ؟ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ: اِنَّ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ جَاءَ عَرَضَتْ عَلَيْهِ اُمُّ اِسْمَاعِيلَ النُّزُولَ فَاَبَى فَجَائَتْ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَقَالَ: لَيْسَ كَذٰلِكَ، قَالَ سَعِيدٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَوَّلُ مَا اتَّخَذَتِ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ اُمِّ اِسْمَاعِيلَ، اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ اَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا اِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا اِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتّٰى

وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ، فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ، وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ، أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْمَوْضِعِ، لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا، وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ: آللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَتْ: إِذًا لَا يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ، فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ، اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ: (رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ) (إبراهيم: 37)، حَتَّى (يَشْكُرُونَ) (إبراهيم: 37) وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ، وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ، عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى، - أَوْ قَالَ: يَتَلَبَّطُ - فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ، رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، وَسَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ، فَقَامَتْ عَلَيْهَا، وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلِذَلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ: صَهْ، تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ، فَسَمِعَتْ أَيْضًا، ثُمَّ قَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ فَإِذَا بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ يَبْحَثُ بِعَقِبِهِ - أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ هَكَذَا، وَتَقُولُ بِيَدِهَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهِيَ تَفُورُ بِقَدْرِ مَا تَغْرِفُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ، أَوْ قَالَ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا قَالَ: فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ، فَإِنَّ هَاهُنَا بَيْتُ اللَّهِ يَبْنِيهِ هَذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ تَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، فَكَانُوا كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمٍ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمٍ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ، فَنَزَلُوا بِأَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِرًا حَائِمًا فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ، لَعَهْدُنَا بِهَذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ، فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ، وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا: تَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ نَعَمْ، وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَلْفَى ذَلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ، فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ، وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ أَنْفُسِهِمْ، وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ الْغُلَامُ، فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ، فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ هَيْئَتِهِمْ، وَعَنْ عَيْشِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ، وَشَكَتْ

إِلَيْهِ قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرِئِيهِ السَّلَامَ، وَقُولِي لَهُ: يُغَيِّرُ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا قَالَ: فَهَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ، فَأَخْبَرْتُهُ، وَسَأَلَنَا عَنْ عَيْشِنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي شِدَّةٍ وَجَهْدٍ قَالَ: أَبِي أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ: ذَلِكَ أَبِي، وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ، فَطَلَّقَهَا، ثُمَّ تَزَوَّجَ أُخْرَى، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَسَأَلَ عَنْهُ قَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ قَالَتْ: بِخَيْرٍ، وَنَحْنُ فِي سَعَةٍ، وَأَثْنَتْ عَلَى اللَّهِ قَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ: اللَّحْمُ قَالَ: فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ: الْمَاءُ قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ: لَمْ يَكُنْ حَبٌّ، وَلَوْ كَانَ لَهُمْ حَبٌّ دَعَا لَهُمْ فِيهِ قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ مِنِّي السَّلَامَ، وَأْمُرِيهِ أَنْ يُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكِ أَحَدٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ، وَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، وَسَأَلَنِي عَنْ عَيْشِنَا فَقُلْتُ: إِنَّا بِخَيْرٍ قَالَ: هَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ: أَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ دَارِكَ قَالَ: ذَلِكَ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ، فَأَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَامَ، فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ، ثُمَّ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَبْنِيَ بَيْتًا هَاهُنَا، وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا يَأْتِيهَا السَّيْلُ مِنْ نَاحِيَتِهَا، وَلَا يَعْلُو عَلَيْهَا فَقَامَا، يَحْفِرَانِ عَنِ الْقَوَاعِدِ، فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ، جَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي، وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ وَهُمَا يَقُولَانِ: (رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) (البقرة: 127). فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتَّى يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُولَانِ: (رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) (البقرة: 127). قَالَ مَعْمَرٌ: " وَسَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَأْتِيهِمْ عَلَى الْبُرَاقِ " قَالَ: " وَسَمِعْتُ رَجُلًا آخَرَ يَقُولُ: بَكَيَا حِينَ الْتَقَيَا حَتَّى أَجَابَتْهُمُ الطَّيْرُ ." قَالَ مَعْمَرٌ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِقُرَيْشٍ: إِنَّهُ كَانَ وُلَاةَ هَذَا الْبَيْتِ قَبْلَكُمْ طَسْمٌ فَتَهَاوَنُوا بِهِ، وَلَمْ يُعَظِّمُوا حُرْمَتَهُ، فَأَهْلَكَهُمُ اللَّهُ، ثُمَّ وَلِيَهُ بَعْدَهُمْ جُرْهُمٌ فَتَهَاوَنُوا فِيهِ، وَلَمْ يُعَظِّمُوا حُرْمَتَهُ، فَأَهْلَكَهُمُ اللَّهُ فَلَا تَهَاوَنُوا بِهِ وَعَظِّمُوا حُرْمَتَهُ

✵ ✵ سعید بن جبیر نے فرمایا: اے نوجوانو! تم لوگ مجھ سے دریافت کرلو کیونکہ مجھے عنقریب تمہارے درمیان سے رخصت ہوجانا ہے۔ تو لوگوں نے اُن سے بکثرت سوالات کیے' ایک شخص نے اُن سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو تندرست رکھے! کیا مقامِ ابراہیم کے بارے میں آپ کی وہی رائے ہے' جو ہم بات چیت کرتے ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا: تم کیا بات چیت کرتے ہو؟ اُس شخص نے کہا: ہم یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے' تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے اُن کے سامنے یہ پیشکش کی کہ

وہ وہیں ٹھہر جائیں' تو اُنہوں نے یہ بات نہیں مانی' پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس پتھر کو لے آئیں' تو اُس شخص نے کہا: کیا ایسا نہیں ہے؟ تو سعید نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے:

خواتین نے سب سے پہلے پٹکا باندھنے کا آغاز اُس وقت کیا' جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے اسے باندھا تھا' اُنہوں نے یہ اس لیے باندھا تھا' تاکہ سیّدہ سارہ سے اپنے (حمل کے) نشان کو چھپائیں' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس خاتون کو اور اُن کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر آ گئے' وہ اُس صاحبزادے کو دودھ پلایا کرتی تھیں' یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو خانۂ کعبہ کے پاس چھوڑ دیا' جو ایک بڑے درخت کے قریب تھا اور زمزم کے اوپر مسجد کے بالائی حصہ میں تھا' اُن دنوں مکہ میں کوئی نہیں رہتا تھا' یہاں پانی بھی نہیں تھا' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو یہاں چھوڑا اور ان کے پاس کھجوروں کا ایک توڑا اور پانی کا ایک مشکیزہ چھوڑا' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے جانے لگے تو اُمِ اسماعیل اُن کے پیچھے گئیں' اُنہوں نے کہا: اے ابراہیم! آپ کہاں جا رہے ہیں اور ہمیں اس جگہ چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں؟ جہاں کوئی انسان نہیں ہے اور کوئی چیز نہیں ہے؟ اُمِ اسماعیل نے یہ بات کئی مرتبہ اُن سے کہی' لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کی بات کی طرف توجہ نہیں کی تو اُمِ اسماعیل نے اُن سے دریافت کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: جی ہاں! تو اُمِ اسماعیل نے کہا: اس صورت میں اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ پھر وہ واپس چلی گئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے گئے' یہاں تک کہ جب وہ اُس گھاٹی کے پاس پہنچے کہ جہاں سے وہ اُنہیں نہیں دیکھ سکتے تھے' تو اُنہوں نے خانۂ کعبہ کی طرف رُخ کیا اور پھر یہ دعا مانگی: (جس کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے:)

''اے ہمارے پروردگار! بے شک میں اپنی اولاد کو ایک وادی میں چھوڑ کر جا رہا ہوں' جہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی اور تیرے گھر کے قریب چھوڑ کر جا رہا ہوں'' (یہ آیت یہاں تک ہے:) ''وہ شکر کریں''۔

پھر اُمِ اسماعیل نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلانا شروع کیا' وہ خود اُس پانی کو پیا کرتی تھیں' یہاں تک کہ اُس مشکیزہ میں موجود پانی ختم ہو گیا' تو وہ خاتون اور اُن کے صاحبزادے دونوں پیاسے ہو گئے' اُس خاتون نے بچہ کو دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے زبان باہر نکال رہا ہے' تو اُنہیں اس سے بڑی پریشانی ہوئی' اُنہوں نے دیکھا کہ صفا پہاڑی اُن کے زیادہ قریب ہے' تو وہ اُس کے اوپر چڑھ گئیں اور اُنہوں نے نشیبی حصہ کا رُخ کیا' تاکہ اُنہیں کوئی نظر آ جائے' لیکن اُنہیں کوئی نظر نہیں آیا' پھر وہ صفا پہاڑی سے نیچے اُتریں اور نشیبی حصہ میں پہنچ گئیں' تو اُنہوں نے اپنی چادر کے کنارے کو اُٹھایا اور جس طرح کوئی شخص انتہائی تیزی سے دوڑتا ہے' اس طرح دوڑیں یہاں تک کہ اُنہوں نے نشیبی حصہ کو عبور کر لیا' پھر وہ مروہ پہاڑی کے پاس آئیں اور اُس پر چڑھ گئیں اور اس بات کا جائزہ لیا کہ اُنہیں کوئی نظر آ جائے' لیکن اُنہیں کوئی نظر نہیں آیا' ایسا اُنہوں نے سات مرتبہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی لیے لوگ ان دو پہاڑیوں کے درمیان سعی کرتے ہیں (یعنی دوڑ کر گزرتے ہیں)۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ مروہ پہاڑی پر (ساتویں مرتبہ) چڑھیں' تو اُنہوں نے ایک آواز سنی' اُنہوں نے خود

سے یہ کہا: چپ! پھر اُنہوں نے غور سے سننے کی کوشش کی تو اُنہیں پھر کوئی آواز آئی تو اُنہوں نے کہا: تمہیں ایک آواز آ رہی ہے' تو وہاں زمزم کی جگہ کے قریب ایک فرشتہ موجود تھا' جو اپنی ایڑی کے ذریعہ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے پَر کے ذریعہ زمزم کی جگہ کو کھود رہا تھا' یہاں تک کہ پانی نکل آیا' تو سیّدہ اُم اسماعیل نے اُس کا حوض بنانا شروع کیا' وہ اپنے ہاتھ کے ذریعہ اُسے روکتی جا رہی تھیں اور اپنی ہتھیلی کے ذریعہ مشکیزہ میں پانی بھی بھرتی جا رہی تھیں' لیکن وہ جتنا پانی بھرتی تھیں' اُتنا ہی پانی اور پھوٹنے لگتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اُم اسماعیل پر رحم کرے! اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتیں اور پانی کو چلّو میں نہ بھرتیں' تو زمزم ایک بہتا ہوا بڑا چشمہ ہوتا''۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر سیّدہ اُم اسماعیل نے اُس پانی کو پیا اور اپنے بچہ کو دودھ پلایا' فرشتہ نے اُن سے کہا: تم لوگوں کو ضائع ہونے سے نہیں ڈرنا چاہیے' کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہوگا' جسے یہ بچہ اور اس کے والد تعمیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس گھر کے قریب رہنے والوں کو ضائع نہیں کرے گا۔

خانۂ کعبہ کی اُس وقت کی تعمیر زمین سے کچھ بلند تھی' جو ایک ٹیلے کی مانند تھی' سیلابی پانی آتا تھا اور اُس کے دائیں اور بائیں طرف سے گزر جاتا تھا' اُم اسماعیل اور اُن کے صاحبزادے اسی حالت میں تھے کہ وہاں سے جرہم قبیلہ کے کچھ لوگوں یا جرہم قبیلہ کے کچھ گھرانوں کا گزر ہوا' وہ کداء کی طرف جا رہے تھے' اُنہوں نے مکہ کے زیریں حصہ میں پڑاؤ کیا تو اُنہیں ایک پرندہ اُڑتا ہوا نظر آیا' اُنہوں نے کہا کہ یہ والا پرندہ تو پانی کے آس پاس گھومتا ہے' تو ہم اس وادی کے زیادہ قریب ہیں یہاں پانی ہونا چاہیے۔ پھر اُنہوں نے ایک یا دو آدمیوں کو تحقیق کے لیے بھیجا تو اُنہیں پانی مل گیا۔ وہ لوگ واپس آئے اور اُنہیں پانی کے بارے میں بتایا' اُم اسماعیل اُس وقت پانی کے پاس موجود تھیں' اُن لوگوں نے کہا: کیا آپ ہمیں یہ اجازت دیں گی کہ ہم آپ کے ساتھ یہاں ٹھہر جائیں؟ تو اُم اسماعیل نے کہا: ٹھیک ہے! لیکن پانی میں تمہارا حق نہیں ہوگا۔ اُن لوگوں نے کہا: ٹھیک ہے!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُم اسماعیل نے اُن لوگوں کو اس لیے رہنے دیا کیونکہ اُنہیں بھی یہ بات پسند تھی کہ کچھ اور لوگ وہاں رہیں۔ اُن لوگوں نے وہاں پڑاؤ کیا اور اپنے گھر والوں کو پیغام بھیج کر بلوا لیا' وہ لوگ بھی اُن کے ساتھ وہاں ٹھہر گئے' یہاں تک کہ اُس جگہ پر کئی گھرانے آباد ہو گئے' پھر وہ بچہ بڑا ہوا' اُس نے اُن لوگوں سے عربی زبان سیکھی' جب وہ بچہ بڑا ہوا' تو اُن لوگوں کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو گیا' جب وہ بالغ ہوا تو اُنہوں نے اپنے خاندان کی ایک خاتون سے اُس کی شادی کر دی' اسی دوران اُم اسماعیل کا انتقال ہو گیا' حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کی صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لیے تشریف لائے تو اُن کی حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہوئی' اُنہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اہلیہ سے اُن کے بارے میں دریافت کیا تو اُس خاتون نے کہا: وہ ہمارے لیے کھانے پینے کی چیزیں لینے کے لیے (شکار کے لیے گئے ہوئے ہیں) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے اُن کی صورتِ حال کے بارے میں دریافت کیا تو اُس خاتون نے کہا: ہم انتہائی بُری صورتِ حال میں ہیں' تنگی اور شدت کا شکار ہیں۔ اُس خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے

شکوہ اور شکایت کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جب تمہارا شوہر آئے تو اُسے میری طرف سے سلام کہنا اور اُسے یہ کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ تبدیل کر لے۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو اُنہیں کوئی مانوس سی صورتِ حال محسوس ہوئی' اُنہوں نے دریافت کیا: کیا تم لوگوں کے پاس کوئی آیا تھا؟ تو اُس خاتون نے جواب دیا: جی ہاں! اس' اس طرح کے ایک بزرگ ہمارے پاس تشریف لائے تھے' اُنہوں نے ہم سے آپ کے بارے میں دریافت کیا' میں نے اُنہیں بتایا' اُنہوں نے ہم سے ہمارے طرزِ زندگی کے بارے میں دریافت کیا' تو میں نے اُنہیں بتایا کہ ہم شدت اور سختی کے اندر ہیں' تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرے والد تھے! کیا اُنہوں نے تمہیں کوئی تلقین بھی کی؟ اُس خاتون نے جواب دیا: جی ہاں! اُنہوں نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں آپ کو سلام کہہ دوں اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ تبدیل کر لیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا: وہ میرے والد تھے! اور اُنہوں نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں تم سے علیحدگی اختیار کر لوں' تم اپنے میکے چلی جاؤ۔

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اُس خاتون کو طلاق دے دی پھر اُنہوں نے دوسری خاتون کے ساتھ شادی کر لی' پھر کچھ عرصہ تک جب تک اللہ کو منظور تھا اُس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں دوبارہ تشریف لائے' اُن کی پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہوئی' حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کی اہلیہ کے پاس گئے اور اُن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا تو اُس اہلیہ نے جواب دیا: وہ ہمارے لیے کچھ تلاش کرنے کے لیے نکلے ہوئے ہیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا: تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے اُن لوگوں کی زندگی اور صورتِ حال کے بارے میں دریافت کیا تو اُس خاتون نے جواب دیا: بہتر ہے! ہم کشادگی میں ہیں۔ اُس خاتون نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بھی بیان کی' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا: تم لوگوں کی خوراک کیا ہے؟ اُس خاتون نے جواب دیا: گوشت! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا: تم لوگوں کا مشروب کیا ہے؟ تو اُس خاتون نے جواب دیا: پانی! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ! ان لوگوں کے لیے گوشت اور پانی میں برکت رکھ دے!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُن دنوں اناج نہیں ہوا کرتا تھا' کیونکہ اگر اُن لوگوں کے ہاں اناج ہوتا' تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کے لیے اناج کے بارے میں بھی دعا کرتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جب تمہارا شوہر آئے تو اُسے میری طرف سے سلام کہنا اور اُسے یہ ہدایت کرنا کہ وہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کی برقرار رکھے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو اُنہوں نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ تو اُس خاتون نے جواب دیا: جی ہاں! ایک بزرگ ہمارے پاس آئے تھے جو بڑے وجیہہ وشکیل تھے' اُس خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی اور بتایا کہ اُنہوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں دریافت کیا' تو میں نے اُنہیں بتایا۔ اُنہوں نے مجھ سے ہماری زندگی کے حالات کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے کہا: ہم ٹھیک ہیں! حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دریافت کیا: کیا اُنہوں نے تمہیں کوئی تلقین کی تھی؟ اُس خاتون نے جواب دیا: وہ آپ کو سلام کہہ رہے تھے اور اُنہوں نے آپ کو یہ پیغام دیا ہے کہ آپ اپنے گھر کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا: وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہو' اُنہوں نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں۔

پھر جتنا عرصہ اللہ کو منظور تھا اُتنا عرصہ گزر گیا' اُس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے' تو حضرت اسماعیل علیہ السلام اُس وقت اپنے تیر ٹھیک کر رہے تھے' وہ زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے نیچے یہ کام کر رہے تھے' جب اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور اُن دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ وہی کیا' جو باپ بیٹا کرتے ہیں (یعنی ایک دوسرے سے گلے ملے) پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے اسماعیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر تعمیر کروں' اُنہوں نے اُس بلند ٹیلے کی طرف اشارہ کیا' جس کے اردگرد سے سیلابی پانی گزر جاتا ہے' وہ سیلابی پانی اُس کے اوپر سے نہیں گزرتا' پھر یہ دونوں حضرات کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے بنیادیں کھودنا شروع کیں' اُس موقع پر اُنہوں نے بیت اللہ کی بنیادیں بلند کرنا شروع کیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پتھر لے کر آتے تھے' حضرت اسماعیل علیہ السلام بنایا کرتے تھے یہاں تک کہ جب تعمیر بلند ہو گئی' تو وہ ایک پتھر لے کر آئے' اُنہوں نے اُسے رکھا اور اُس پر کھڑے ہوئے اور اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے' حضرت اسماعیل علیہ السلام اُنہیں پتھر پکڑاتے جاتے تھے اور یہ دونوں حضرات یہ دعا کرتے تھے (جس کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے:)

''اے ہمارے پروردگار! تُو ہماری طرف سے اس کام کو قبول کر لے' بے شک تُو سننے والا ہے اور علم رکھنے والا ہے''۔

ان دونوں حضرات نے تعمیر جاری رکھی' یہ خانۂ کعبہ کے گرد چکر لگاتے تھے اور یہ کہتے تھے:

''اے ہمارے پروردگار! تُو ہماری طرف سے اسے قبول کر لے' بے شک تُو سننے والا ہے اور علم رکھنے والا ہے''۔

معمر بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہو کر مکہ تشریف لاتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ایک اور شخص کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جب ان دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی تو یہ دونوں حضرات رونے لگے' یہاں تک کہ پرندے ان کی پکار پر آ گئے۔

معمر بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قریش سے کہا: تم سے پہلے اس گھر کے نگران طسم قبیلہ کے لوگ بنے تھے' اُنہوں نے اس کو کمتر سمجھا' اس کی حرمت کا احترام نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہلاکت کا شکار کر دیا' اُس کے بعد جرہم قبیلہ کے لوگ اس کے نگران بنے' اُنہوں نے بھی اس کے بارے میں کوتاہی کی اور اس کی حرمت کا احترام نہیں کیا' تو اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو بھی ہلاکت کا شکار کر دیا' تو اب تم اس کو کمتر نہ سمجھنا اور اس کی حرمت کا احترام کرنا۔

9108 - اقوالِ تابعین: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْمُجَالِدِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: "لَمَّا فَرَغَ إِبْرَاهِيمُ وَإِسْمَاعِيلُ مِنَ الْقَوَاعِدِ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِإِسْمَاعِيلَ: ائْتِنِي بِحَجَرٍ أَجْعَلْهُ عَلَمًا يَهْتَدِي النَّاسُ مِنْهُ، فَأَتَاهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَرْضَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَائْتِنِي بِحَجَرٍ غَيْرِ هَذَا قَالَ: "وَأُوتِيَ إِبْرَاهِيمُ بِالْحَجَرِ الْأَسْوَدِ، فَأَتَى إِسْمَاعِيلُ بِالْحَجَرِ، فَقَالَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: قَدْ أَتَانِي بِهِ مَنْ لَمْ يَكِلْنِي إِلَى حَجَرِكَ"

* * امام شعبی بیان کرتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام خانۂ کعبہ کی بنیادوں سے فارغ ہوئے (یا تعمیر سے فارغ ہوئے) تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا: تم میرے پاس ایک پتھر لے کر آؤ' تا کہ میں اُسے